ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

نظیری و گرامی کا فنی اشتراک

ڈاکٹر احسان احمد
اسسٹنٹ پروفیسر فارسی، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور
گوہر اقبال
لیکچرار فارسی، گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج سول لائنز، لاہور

Abstract:

Muhammad Hussain Naziri Nishapuri, Indo Persian poet of the late 16th and early 17th centuries. He left his native city of Nishapur as a young man after the death of his father., Though he traveled to western persia as a merchant. He was already an accomplished poet when he met the literary biographer in Kashan. Shortly after the meeting he migrated to India, where he became the first Persian born poet to join the court of the great Mughal statesman and literary patron Abdul Rahim Khan-e khanan, where he honed his skills exchanging verses with experienced poet. He became a literary patron for the new poets from Persia. Ghulam Qadir Girami is considered a prominent poet of Persian. He was deeply influenced by Naziri. The evident proof about there interest in the same topic and even the usage of similar style. In this article an attempt has been made to examine the common elements to the poetry of both famous poet.

نظیری نیشاپوری

میرزا محمد حسین نیشاپوری دسویں صدی ہجری کے اواخر اور گیارہویں صدی ہجری کے آغاز کے نام ور شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم نیشاپور سے حاصل کی۔ کم عمری میں ہی شعر کہنے لگے اور اپنے علاقے کے مشہور شعرا میں شامل ہو گئے۔(۱)

آغاز جوانی میں تجارت کی غرض سے خراسان سے کاشان کا سفر اختیار کیا اور وہاں مشاعروں میں شرکت کی۔ اس دور کے مسلم الثبوت اساتذۂ فن کی پیروی میں ان محفلوں میں طرحی غزلیں کہتے، اور دادِ معنی وصول کرتے۔ اگرچہ تاجر پیشہ تھے لیکن شعر و شاعری سے رغبت اور موزوں طبع لوگوں سے میل جول کے باعث ان کا فکر و فن روشن تر ہوتا چلا گیا اور وہ عراق عجم اور آذربائیجان کے مستعد لوگوں کے منظورِ نظر ہو گئے۔(۲)

ایران میں اس وقت شاہ عباس صفوی اور برصغیر پاک وہند میں جلال الدین محمد اکبر (۱۵۴۲۔۱۶۰۵) کا دور تھا۔ ادھر شاہانِ صفویہ مرثیہ خوانی پر اصرار کرتے تھے تو برصغیر میں اکبر اور اس کے سالار عبدالرحیم خانخاناں (۹۶۴۔۱۰۳۶) کی سخن شناسی، ادب پروری اور حاتمانہ فیاضیوں کے چرچے دور دور تک پھیل گئے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہترین قصیدہ گو اور غزل سرا ایران سے ہجرت کر کے ہندوستان چلے آئے۔ نظیری بھی ایران کو خیر آباد کہہ کر برصغیر آئے تو پہلے آگرہ میں خانخانان سے ملے پھر ان کے توسط سے دربارِ اکبری سے منسلک ہو گئے۔(۳)

نظیری نے اکبر بادشاہ کے بیٹے جہانگیر (۱۵۶۹۔۱۶۲۷) کے جشنِ ولادت پر ایک قصیدہ بھی پیش کیا۔ نظیری نے اپنی دلی وابستگی ادب دوست اور ہنر پور خانخانان سے قائم رکھی۔ اس نے ۱۰۰۲ھ میں حجِ بیت اللہ کا ارادہ کیا تو اسی مناسبت سے ایک قصیدہ لکھا اور اس میں عبد الرحیم خانخانان سے سفری اخراجات کی ادائیگی کی درخواست بھی کی گئی ہے۔(۴)

۱۰۰۴ھ میں نظیری عبد الرحیم خانخاناں کے ساتھ دکن چلے گئے۔ عبد الرحیم خانخانان سفر کے دوران ان کی ملاقات شیخ غوثی مندوی سے ہوئی۔ سفر میں انیس، شریف کاشی، کامی سبز واری اور ملا بقائی جیسے اہم شعرا ان کے ہم راہ تھے۔ نظیری نے شیخ غوثی سے عربی زبان اور مولانا حسین جوہری سے تفسیر و احادیث کا علم حاصل کیا۔ آخری عمر میں نظیری نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور ۱۰۲۱ھ میں احمد آباد گجرات میں وفات پائی۔ وہ مسجد جو انھوں نے اپنے گھر کے قریب بنوائی تھی اسی میں دفن ہوئے۔(۵)

دور اکبری تازہ گوئی کے لیے مشہور ہے۔ اس تازہ گوئی کے بنیادی اوصفات دقتِ معنی، نازک خیالی، خیال آفرینی اور خیال باتی ہے جو برصغیر پاک وہند کی فارسی شاعری کی جان سمجھا جاتا ہے۔ عصر حاضر کے نکاد دور اکبری کی اس تازہ گوئی کو سبک ہندی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ نظیری کا تمام تر کلام اسی اسلوب کا آئینہ دار ہے۔(۶)

غلام قادر گرامی

غلام قادر گرامی (۱۸۵۶۔۱۹۲۷ء) برصغیر پاک وہند میں کلاسیکی فارسی شاعری کے نمایندہ شعرا میں سے ہیں۔ وہ ۱۸۵۶ء میں ہندوستان کے شہر جالندھر میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے بچپن ہی میں گلستان، بوستان اور سکندر نامہ جیسی فارسی کی اہم کتابیں خلیفہ ابراہیم سے پڑھیں۔ ابتدائی تعلیم چودہ برس کی عمر میں مکمل کرنے کے بعد منشی فاضل کا امتحان اور ینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان سے پاس کیا۔ وکالت کی ڈگری بھی حاصل کی۔(۷) امرتسر، لدھیانہ اور کپورتھلہ، بھارت کے مختلف مدارس میں تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس کے بعد میر محبوب علی خان)۱۸۶۶۔۱۹۱۱ء (فرماں روائے حیدر آباد دکن کے دربار میں شاعرِ خاص ہوئے بعد میں "ملک الشعرا" کا خطاب بھی ملا۔(۸) ان کی زندگی کا بیشتر حصہ دکن میں گزرا۔ وہ ۱۹۱۶۔۱۹۱۷ء میں حیدر آباد دکن سے ہوشیار پور منتقل ہو گئے اور وہیں ۱۹۲۷ء وفات پائی۔ ان کے شاگردوں میں قومی ترانے کے خالق حفیظ جالندھری (۱۹۰۰۔۱۹۸۲ء) اور برصغیر پاک وہند کے شاعر عزیز الدین عظامی (۱۸۹۸۔۱۹۵۷ء) شامل ہیں۔(۹)

گرامی برصغیر پاک وہند کے استاد شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے تقریباً تمام اصناف سخن میں یادگار نمونے چھوڑے ہیں۔ ان کی تصانیف میں ایک دیوان اور مجموعۂ رباعیات شامل ہیں۔

دیوان گرامی تقریباً چار ہزار اشعار پر مشتمل ہے جس میں مثنویات، خمریات، مناقب، قطعات، مراثی، قصائد اور غزلیات پر مشتمل ہیں۔ دیوان کا بیشتر حصہ غزلیات کا ہے جب کہ اکثر مثنویاں نامکمل ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

دیوان میں ایک ترجیع بند، دو مسدس اور ایک ساقی نامہ شامل ہے۔ گرامی نے مولانا جلال الدین محمد بلخی رومی (۱۲۰۷۔۱۲۷۳ء) اور غنیمت کنجاہی (۱۱۱۰ھ/۱۶۹۸ء) کی پیروی میں مختصر مثنوی بھی لکھی ہے۔(۱۰)

رباعیات گرامی ان کا دوسرا فارسی شعری مجموعہ ہے۔ اس میں تقریباً ۳۲۰ رباعیات شامل ہیں جو تصوف و عرفان، فلسفہ اور اخلاقیات جیسے اہم موضوعات پر مبنی ہیں۔ بیشتر رباعیات ابو سعید ابوالخیر (۹۶۷۔۱۰۴۹ء) اور مولانا جامی (۱۴۱۴۔۱۴۹۲ء) کی پیروی میں لکھی گئی ہیں۔(۱۱) یہ رباعیات انھوں نے عمر کے آخری حصے میں لکھیں جب ان کا فکر و فن اوج کمال پر تھا۔ اس لحاظ سے ان کی اہمیت نمایاں ہے۔

نظیری نیشاپوری دسویں صدی ہجری کے اواخر کے برجستہ، روشن فکر اور صاحب فطن شاعر ہیں۔ انھوں نے تقریباً تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی اور ہر ایک میں اعلیٰ نمونے چھوڑے۔ ان کی غزلیات فکری اور فنی ہر دو اعتبار سے رجحان ساز رہی ہیں۔ ان کے متاخرین نے ہر ہر دور میں ان کی پیروی میں غزلیں کہیں اور ان کے فلسفیانہ اور عاشقانہ مضامین کو اپنے کلام کی زینت بھی بنایا، لیکن کوئی بھی ان کے شیوۂ زبان و بیان اور لہجے کی متانت تک نہ پہنچ سکا۔ نیشاپور کے کان نمک کی یہ ملاحت انھی کے ساتھ مخصوص ہے۔ وہ ان بزرگ شعرا کی صف میں ہیں جو صفوی عہد میں ایران سے ہجرت کر کے ہندوستان چلے آئے۔ ان کے کلام میں برصغیر کی تہذیب و ثقافت کی خوب صورت جھلک بھی نمایاں ہے۔ قصائد میں انھوں نے یہاں کے بعض تاریخی واقعات کا ذکر بھی کیا ہے۔ نیشاپور اور خراسان کا محبت و عقیدت سے ذکر بھی کرتے ہیں۔ بلبلان ہند کی نغمگی انھیں زیادہ مسحور نہیں کرتی اور وہ عندلیب خراسان کو یاد کرتے ہیں:

بلبلان ہند ناخوش نغمہ اند
عندلیبی از خراسان آوریم(۱۲)

برصغیر میں اس عندلیب خراسان کی خوش الحانیاں صدیاں گزر جانے کے بعد بھی دل و دماغ کو معطر کیے ہوئے ہیں۔ یہاں کے سخن شناس، سخن سنج، نظیری کی زمین میں غزلیں کہہ کر انھیں محبت کا خراج پیش کرتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند نے نام ور شاعر غلام قادر گرامی بھی انھیں جوہر شناسوں میں شمار ہوتے ہیں جنھوں نے نہ صرف کلام نظیری کا بہ نظر غائر مطالعہ کر رکھا تھا بلکہ اسی اسلوب میں شعر کہنے کی سعی جمیل بھی کی۔ نظیری کا فیضان گرامی کی غزلیات میں واضح ہے۔ ان کی بعض غزلیات میں یہ شباہت و قرابت اس درجہ ہے کہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ نظیری کے اشعار ان کے پیشِ نظر رہے ہیں اور انھوں نے خرمن نظیری سے خوشہ چینی کی ہے۔ گرامی کے ہم عصر علامہ محمد اقبال (۱۸۷۷۔۱۹۳۸ء) نے پہلے اس امر کی نشان دہی کی۔ گرامی کے سانحۂ ارتحال پر پنڈت ہری چند اختر نے علامہ سے انٹرویو لیا تو انھوں نے ایک جگہ ان کی فنی خوبیاں بیان کرتے ہوئے کہا:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

"میرے نزدیک اصناف سخن میں گرامی کو غزل کے ساتھ خاص شغف تھا۔ فارسی لٹریچر میں جو "تازہ گوئی" کا شوق اکبر کے عہد سے شروع ہوا تھا، مولانا گرامی کو اس دور کا آخری شاعر سمجھنا چاہیے۔ ان کا کلام بہ حیثیت مجموعی بالخصوص غزل میں نظیری کے کلام سے ایک خاص نسبت رکھتا ہے۔"(۱۳)

نظیری اور گرامی کا تقابل کرتے ہوئے یہ بات ذہن نشین رہے کہ گرامی کے اشعار کمیت و کیفیت کے لحاظ سے بھی نظیری سے بہت کم ہیں۔ ان کی غزلیات کا مطالعہ کریں تو بہت سے مقامات پر وہ نظیری نیشاپوری کے قریب قریب نظر آئے ہیں۔ ان کے اوزان و قوافی عندلیب خراسان کی یاد دلاتے ہیں۔ گرامی کی بعض غزلیں قافیے کی تبدیلی کے ساتھ اسی وزن اور ردیف میں بھی لکھی گئی ہیں۔

گرامی کے دیوان کی پہلی غزل ہی نظیری کی زمین سے ہے۔ اسی غزل کا ایک مصرع دیکھیے:

یعنی بہ شاخِ شعلہ بود آشیانِ ما(۱۴)

نظیری کا مصرع ملاحظہ ہو:

پروانہ ایم و شعلہ بود آشیانِ ما(۱۵)

گرامی نے شاخِ شعلہ کی ترکیب کا استعمال کیا ہے اور یہ ترکیب بھی نظیری کے دیوان میں دیکھی جا سکتی ہے:

ہر مرغ بر ہوای گلی آشیان نہد
بر شاخِ شعلہ بالِ سمندر نبستہ اند (۱۶)

نظیری کے کلام میں احساس تفاخر اس درجہ ہے کہ وہ بعض اوقات اپنی خطاؤں کو بھی رنگ فضیلت دے دیتا ہے کہ اگر دوزخ، آتش دل کی چاشنی کے برابر ہوئی تو اہل بہشت ہمارے گناہوں پر فخر کرنے لگیں گے۔ در حقیقت وہ خدا کی بے کنار رحمت کی توصیف کرتا ہے کہ:

قبول بی ہنران ز التفاتِ معشوق است
عنایتِ ازلی را نشانہ بی سببی است (۱۷)

گرامی کہتے ہیں کہ:

دلیل عفو گناہم سبب نمی خواہد
عنایتِ ازلی پردہ دارِ بی سببی است (۱۸)

مضمون اور الفاظ و تراکیب بالکل ایک جیسے ہیں۔ دوسرے مصرعے میں "نشانہ" کی جگہ "پردہ دار" کا اضافہ کیا گیا ہے۔

نامساعد حالات کا شکوہ بھی دونوں کے ہاں ملتا ہے۔ نظیری کا کہنا ہے کہ باغبانِ دہر نے زندگی کے درخت کو پانی سے نہیں سینچا، یہ باغبان بیج بونا تو جانتا ہے لیکن اس کی پرورش کرنا نہیں جانتا:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

باغبانِ دہر نخلِ عمر را آبی نداد
کاشتن دانست وپروردن نمی داند کہ چیست (۱۹)

گرامی کہتے ہیں:

دہر ناسازم بہ جای شیر، جامِ زہر داد
مادرِ بی مہر پروردن نمی داند کہ چیست(۲۰)

گرامی نے اپنے پیش رو کی زمین میں ہی یہ غزل کہی ہے۔انھوں نے اس شعر میں "باغبانِ دہر" کے مقابل "مادرِ بے مہر" کی ترکیب کا اچھا استعمال کیا ہے۔

نظیری:

آن چہ رحم از دل برد تاثیر فریادِ من است
وآن چہ نسیان آورد خاصیت یادِ من است (۲۱)

گرامی:

آن چہ شب خون بر تغافل ریخت فریاد من است
وآن چہ نسیان را بہ فریاد آورد یادِ من است (۲۲)

نظیری:

نقش دنیا چنان کشید فرنگ
کہ زمن برد دانش و فرہنگ(۲۳)

گرامی:

عشق در ذوق و عقل در نیرنگ
دوست در صلح پاسبان در جنگ(۲۴)

گرامی نے اسی غزل میں نظیری کا ایک شعر تضمین بھی کیا ہے۔ذیل میں وہ شعر دیا جاتا ہے:

کفر از عشق، عشق از ایمان
چیست این فتنہ ہا و این نیرنگ(۲۵)

اسی غزل کے مقطع میں گرامی خود کو نظیری پر برتری دیتے نظر آتے ہیں۔نظیری غزل کے مقطع میں لکھتے ہیں:

تو مکن ضربِ زخمہ را خارج
گر نظیری غلط کند آہنگ(۲۶)

گرامی، غزل کے مقطع میں کہتے ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

ہان گرامی ز پردہ باخبر است
گر نظیری غلط کند آہنگ(۲۷)

نظیری:

چمن قربان گہ دنیای خون خوار است پنداری
دریغا گل کہ شاخ گلبنش دار است پنداری(۲۸)

گرامی:

تمنا از تغافل در جگر خار است پنداری
تماشا از تبسم گل بہ دستار است پنداری(۲۹)

اسی غزل میں نظیری کا ایک مصرع قابلِ غور ہے:

ہمیشہ مطربم را زخمہ بر تار است پنداری

جب کہ گرامی اسے یوں بیان کرتے ہیں:

رگِ بیتابیم را زخمہ بر تار است پنداری(۳۱)

نظیری:

کجایی ای گل ومل را بہ رنگ و بو کردہ
جنان جمالِ تو نادیدہ آرزو کردہ(۳۲)

گرامی:

بہ مرگ بیکسی آن نامراد خو کردہ
کہ از برای کسی مردن آرزو کردہ(۳۳)

غزل کے مقطع میں گرامی لکھتے ہیں:

رموزِ اہلِ خرابات از گرامی پرس
کہ سال ہا درِ می خانہ رفت و رو کردہ(۳۴)

نظیری کی اسی غزل کا ایک شعر دیکھیے:

گلی بہ رنگِ تو گل چین پخیدہ از چمنی
ہزار مرتبہ گل زار رفت و رو کردہ(۳۵)

یہ دونوں اشعار بھی ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں۔

نظیری:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

فکر و غم را سر بہ جانِ مردمِ ناشاد دہ
ما بہ تو شادیم ما را خاطرِ آزاد دہ(۳۶)

گرامی:

عشق می ورزی ملامت را مبارک باد دہ
ننگ را آتش زن و ناموس را بر باد دہ(۳۷)

نظیری:

میم در جام و ماہم تا سحر بر روزن است امشب
دو دستم تا بہ وقتِ صبح طوقِ گردن است امشب(۳۸)

گرامی:

بہ کویش غیر را پنہان نگاہی بر من است امشب
بلا را مرحبا گفتم کہ دشمن دشمن است امشب(۳۹)

اسی غزل میں نظیری کا ایک مصرع ملاحظہ ہو:

گریبانم گریبان است و دامن دامن است امشب(۴۰)

گرامی لفظی تغیر سے اسے یوں بیان کرتے ہیں:

کہ دامانم گریبان یا گریبان دامن است امشب(۴۱)

گرامی کی نظیری نیشاپوری سے تاثیر پذیری ہمیں تضمین کی صورت میں بھی نظر آتی ہے:

خوش نظیری نکتہ آوردی گرامی شد ز کار
"پارسا آدابِ می خوردن نمی داند کہ چیست"(۴۲)

نظیری کا وہ شعر ذیل میں دیا جاتا ہے:

از حجاب امشب نظیری بادہ بر سجادہ ریخت
پارسا آدابِ می خوردن نمی داند کہ چیست(۴۳)

گرامی:

تو آب و گِل ہمہ گویی و من ز دل گویم
"ترا بہ کعبہ مرا کار با دل افتادہ است"(۴۴)

نظیری:

ترا بہ کعبہ مرا کار با دل افتادہ است
بہ کعبہ بتکدۂ من مقابل افتادہ است(۴۵)

نظیری نے ایک غزل کہی جس کا قافیہ زیری، حریری، اسیری، گیری ہے۔ گرامی نے بھی اسی زمین میں غزل کہی اور نظیری کا ایک شعر تضمین کیا، نظیری کا وہ شعر یوں ہے:

ہر دیدہ و خواندہ شد فراموش
الّا تو ندیدہ در ضمیری(۴۶)

دونوں شاعر انسان کی بے نہایتی کو خوب صورت پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔ نظیری کہتے ہیں:

گرد خود گردم چو بینم در ہوای کیستم
ذرہ ام اما بہ خورشیدم مقابل کردہ اند(۴۷)

گرامی بھی ذرے کی طرح رقص کناں سورج پر خیمہ گاڑتے ہے:

ذرہ ام رقص کنان خیمہ بہ خورشید زند
قطرہ ام شور بہ اندازۂ دریا می کرد(۴۸)

دونوں شعرا کے کلام میں دینی، تاریخی اور افسانوی تلمیحات کا وفور نظر آتا ہے۔ نظیری، لیلی ومجنوں کا قصہ پڑھ کر جس نتیجے پر پہنچتے ہیں گرامی بھی وہی مطالب اس قصے سے اخذ کرتے ہیں۔ چناں چہ نظیری کا یہ شعر دیکھیے:

سبق از یک ورق لیلی و مجنون را چہ حال است این
یکی دیوانہ می گردد، یکی فرزانہ می خیزد(۴۹)

جب کہ گرامی اسے یوں بیان کرتے ہیں:

مرا افسانۂ لیلی ومجنون یاد می آید
اگر فرزانہ می خندد، اگر دیوانہ می رقصد(۵۰)

نظیری:

کوہکن را خود بہ ناخن سنگ می باید برید
جوی شیر و نقشِ شیریں کارِ ہر مزدور نیست)۵۱(

گرامی:

بندۂ عشقم گرامی خسروم
عشق بازی کارِ ہر مزدور نیست)۵۲(

نتیجہ گیری:

بلاشبہ ہر بڑا شاعر اپنے پیش رو یا معاصر سخن وروں سے اخذ واستفادہ ضرور کرتا ہے اور اس لفظی ومعنوی اکتساب کے متعدد شواہد ملتے ہیں۔ اس مقالے میں ان کے بعض فکری وفنی اشتراک کی نشان دہی کی

گئی ہے۔ غلام قادر گرامی نے برصغیر پاک وہند میں دم توڑتی کلاسیکی فارسی کی روایت کو جِلا بخشی۔ ان کے دیوان میں موجود بیشتر غزلیں اکابر فارسی شعرا کی زمین ہی میں کہی گئی ہیں۔ انھوں نے سعدی شیرازی، حافظ شیرازی، ظہوری ترشیزی، نظیری نیشاپوری، صائب تبریزی اور عرفی شیرازی کی تقلید میں طبع آزمائی کی اوراس میں بعض مقامات پر عمدہ اضافے کیے۔ انھیں فارسی تراکیب کی ایجاد میں مجتہدانہ رسوخ حاصل تھا۔ انھوں نے نظیری کے قوافی وردیف میں غزلیں کہیں۔ ان کا نظیری نیشاپوری سے فکری وفنی اشتراک بہت نمایاں ہے۔ اگرچہ گرامی نے اس میں بعض فکری وفنی عناصر اور تازہ امکانات کو روشن کیا ہے، لیکن جو طراوت وطرب ناکی اور شیریں بیانی نظیری کے ہاں ملتی ہے اسے گرامی کے ہاں تلاش کرنا مناسب نہیں ہے۔ گرامی نے پیش رو کی اکثر وبیشتر مختصر بحروں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ بعض الفاظ وتراکیب انھی سے مستعار لیے گئے ہیں۔ بعض اوقات یہ مماثلت غیر محسوس انداز میں گرامی کی غزلیات میں دیکھی جاسکتی ہے۔ گرامی نے بعض مصرعے اور اشعار بھی تضمین کیے ہیں۔

الفاظ وتراکیب میں غیر معمولی اشتراک کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ گرامی جالندھری شاعری کے ابتدائی ادوار ہی میں نظیری نیشاپوری کے فکر وفن کے دل دادہ ہوگئے تھے اور نظیری کا دیوان ان کے فکری منابع کا اہم حصہ تھا اور اسے کسی طور پر بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) ذبیح اللہ صفا، تاریخ ادبیات در ایران، جلد پنجم، بخشِ سوم، (ایران: چاپ وانتشارات ۱۳۷۳ش)، ۸۹۸۔

(۲) حمیدہ حجتی، دانشنامہ ادب فارسی بہ سرپرستی حسن انوشہ، جلد سوم، بخش سوم، (ایران: چاپ وانتشارات وزارت فرہنگ وارشادِ اسلامی، ۱۳۷۵ش)، ۲۵۷۳۔

(۳) محمد یمین الدین خان، تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند، جلد چہارم، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان)، ۳۰۰۔

(۴) سید حسن جعفر حلیم، شرح احوال وآثار عبدالرحیم خانخانان، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان)، ۳۱۰۔

(۵) حمیدہ حجتی، دانشنامہ ادب فارسی بہ سرپرستی حسن انوشہ، ۲۵۷۴۔

(۶) محمد یمین الدین خان، تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند، ۳۱۰۔

(۷) سبط حسن رضوی، فارسی گویان پاکستان، (اسلام آباد: مرکزی تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، ۱۹۷۴ء)، ۶۳۔۶۴۔

(۸) ظہور الدین احمد، پاکستان میں فارسی ادب، جلد ۵، (لاہور: ادارہ تحقیقات پاکستان پنجاب یونیورسٹی ۱۹۹۰ء)، ۱۱۰۔

(۹) خواجہ محمد ذکریا، تاریخ ادبیات مسلمانان پاک وہند، جلد ۵، گرامی (مقالہ) (لاہور: ادارہ تحقیقات پنجاب یونیورسٹی،۱۹۷۲ء)،۴۹۵۔

(۱۰) ایضاً،۴۹۵۔

(۱۱) مزدک انوشہ، دانشنامہ ادب فارسی در شبہ قارہ، جلد۴ بخش سوّم،(تہران:سازمان و چاپ و انتشارات وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی)،۲۱۰۱۔

(۱۲) نظیری نیشاپوری، دیوان نظیری بہ تصحیح وتدوین مظاہر مصفا،(کتاب خانہ امیر کبیر وزوار ۱۳۴۰)،۳۰۶۔

(۱۳) عبداللہ قریشی، مکاتیب اقبال بہ نام گرامی،(لاہور:اقبال اکادمی پاکستان،۱۹۸۱ء)،۴۶۔

(۱۴) غلام قادر گرامی، دیوانِ گرامی،(لاہور:شیخ مبارک علی تاجر کتب)،ا۔

(۱۵) نظیری، دیوان،۳۳۔

(۱۶) ایضاً،۱۵۶۔

(۱۷) ایضاً،۲۴۔

(۱۸) گرامی، دیوان،۲۱۔

(۱۹) نظیری، دیوان،۲۵۔

(۲۰) گرامی، دیوان،۲۶۔

(۲۱) نظیری، دیوان،۵۳۔

(۲۲) گرامی، دیوان، ۲۲۔

(۲۳) نظیری، دیوان،۲۶۸۔

(۲۴) گرامی، دیوان،۶۷۔

(۲۵) نظیری، دیوان،۲۶۸۔

(۲۶) ایضاً،۲۶۸۔

(۲۷) گرامی، دیوان،۶۹۔

(۲۸) نظیری، دیوان،۳۵۴۔

(۲۹) گرامی، دیوان،۹۷۔

(۳۰) نظیری، دیوان،۳۵۵۔

(۳۱) گرامی، دیوان،۹۷۔

(۳۲) نظیری، دیوان،۳۳۸۔

(۳۳) گرامی، دیوان،۸۲۔

(۳۴) ایضاً،۸۲۔

(۳۵) نظیری، دیوان،۳۳۸۔

(۳۶) ایضاً،۳۳۶۔

(۳۷) گرامی، دیوان،۸۳۔

(۳۸) نظیری، دیوان،۴۱۔

(۳۹) گرامی، دیوان،۱۲۔

(۴۰) نظیری، دیوان،۴۱۔

(۴۱) گرامی، دیوان،۱۴۔

(۴۲) ایضاً،۲۷۔

(۴۳) نظیری، دیوان،۲۵۔

(۴۴) گرامی، دیوان،۲۸۔

(۴۵) نظیری، دیوان،۶۰۔

(۴۶) ایضاً،۳۵۶۔

(۴۷) ایضاً،۱۵۹۔

(۴۸) گرامی، دیوان،۴۴۔

(۴۹) نظیری، دیوان،۱۳۵۔

(۵۰) گرامی، دیوان،۵۷۔

(۵۱) نظیری، دیوان،۷۶۔

(۵۲) گرامی، دیوان،۱۸۔

❖❖❖